بسم اللہ الرحمن الرحیم

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

ایم۔اے ، پی۔ایچ۔ڈی ، اعزاز فضیلت

حوالہ نمبر ________ تاریخ ________

پیغام

برائے تنظیم المدارس کنونشن، منعقدہ ۳۰/اگست ۲۰۰۵ء، اسلام آباد

صدر ذی وقار، علماء کرام، مشائخ عظام اور معزز حاضرین

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ضعیفی اور علالت کی وجہ سے کونشن میں حاضری تو ممکن نہیں البتہ مدارس عربیہ سے متعلق چند حقائق پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔

☆

مدارس دینیہ عربیہ کا پہلا نصاب صرف قرآن کریم تھا، مسجد نبوی شریف کا صفہ (چبوترہ) پہلی درسگاہ تھا جہاں حضور ﷺ صحابہ کرام کو درس دیا کرتے تھے۔ بقول مقالہ نگار انسائیکلو پیڈیا آف اسلام تین سو برس تک قرآن ہی نصاب رہا اور علوم قرآن سے متعلق تین سو کتابیں پڑھائی جاتی تھیں۔ اسی قرآن کے لیے ڈاکٹر اقبال نے کہا تھا "کہ قرآن کریم نے انسانی تجربوں کو مختصر کر کے رکھ دیا" یعنی بغیر تجربہ نتائج تک پہنچا دیا، اس سے بڑھ کر علم و دانش پر اور کیا احسان ہوگا؟...... آج اسی قرآن کریم کی تعلیمات کو دقیانوسی قرار دیا جا رہا ہے، اس تعلیم نے ہماری تاریخ کو تابناک کیا، اس تاریخ پر آج ہم فخر کرتے ہیں...... ہم نے یورپ کو تاریکی میں علم کی روشنی دکھائی۔ جدید محققین مسلمانوں کو یورپ کا مشعل بردار کہتے ہیں۔ پروفیسر الفریڈ گیام اور پروفیسر آرنلڈ نے غیر مسلم محققین کے ایسے مقالات جمع کئے ہیں جن میں مختلف علوم وفنون میں مسلمانوں کے شاندار ماضی کا ذکر ہے مثلاً علوم طبیعی، علوم ریاضی، علوم جغرافیہ، علوم تجارت، فلسفہ، طب اور فن تعمیر وغیرہ...... یہ ہسپانیہ کے عظیم مفکر محی الدین ابن عربی تھے جنہوں نے سب سے پہلے "آواز" کی حقیقت بیان فرمائی جس پر آج یورپ و امریکہ نے عظیم عمارت تعمیر کی ہے۔ علوم عربیہ دینیہ پڑھنے والے دقیانوسی نہ تھے گزشتہ صدی میں مولانا احمد رضا خاں بریلوی نے امریکی سائنس داں پروفیسر البرٹ ایف پورٹا کو سائنس کے میدان میں شکست دی، آپ نے نیوٹن کے نظریہ کشش اور آئین اسٹائن کے نظریہ اضافیت کو چیلنج کیا جس کو پاکستانی سائنسدان ڈاکٹر عبدالقدیر خان اور ڈاکٹر عبدالسلام نے قابل توجہ قرار دیا۔ انہی بزرگ نے ۱۹۱۲ء میں معاشیات کا وہ نظریہ پیش کیا جس پر ۱۹۳۰ء میں ایک انگریز کو نوبل پرائز ملا۔ مشہور ریاضی داں

۲/۱۷۔ سی۔ پی۔ ای۔ سی۔ ایچ سوسائٹی کراچی۔۔۔۷۵۴۰۰ (اسلامی جمہوریہ پاکستان)
فون نمبر: 455 24 68 فیکس: 92-021-455 24 68 ای میل: almazhar@sat.net.pk

ڈاکٹر سر ضیاء الدین احمد ریاضی کے ایک لاینحل مسئلے کے حل کے لیے جرمنی جانا چاہتے تھے، وہ مسئلہ ان کے سامنے پیش کیا تو اسی وقت حل کر دیا۔غالباً ان حقائق کا علم نہ ہونے کی وجہ سے علوم دینیہ عربیہ کو ''دقیانوسی'' سمجھا گیا۔مدارس عربیہ کے پیچھے ڈیڑھ ہزار برس کی تاریخ ہے یہ آج کی پیداوار نہیں ہیں، فرانس کے ڈاکٹر مارس بکائے نے اپنی کتاب ''دی بائبل، دی قرآن اینڈ سائنس'' میں قرآن کے حیرت انگیز حقائق پیش کیے ہیں۔ڈاکٹر اسپرنگر نے لکھا ہے ''نزول قرآن کے بعد علوم وفنون میں بہار آ گئی''......ہم بہاروں کو نذر خزاں کر رہے ہیں، افسوس ہم کیا کر رہے ہیں......!

☆

روشن خیالی اور اعتدال پسندی سب کچھ مدارس عربیہ میں ہے۔ابھی ابھی مولانا احمد رضا خاں کے متعلق عرض کیا جا چکا ہے۔سب سے بڑی بات یہ ہے کہ گزشتہ چودہ سو برس سے مدارس عربیہ سے کوئی فساد نہ پھوٹا، غربت و افلاس کے باوجود طلبہ اعتدال پسند رہے۔اب جو کچھ ہو رہا ہے اس کی وجہ خالصتاً سیاسی ہے اور اس کا ایک تاریخی پس منظر ہے جو اہل نظر سے پوشیدہ نہیں۔اسلام کی اعتدال پسندی کی اس سے بڑھ کر اور کیا مثال ہوگی کہ حضور انور ﷺ نے دس سال جہاد فرمایا مگر ان دس سالوں میں جانبین کے ایک ہزار سے زیادہ افراد شہید و ہلاک نہ ہوئے......یہ بات سخت حیران کن اور یہ انقلاب اتنا عظیم ہے جس کی دنیا مثال پیش نہیں کر سکتی۔آج لوگ اعتدال پسندی کی بات کرتے ہیں اور دہشت گردی میں مبتلا ہیں......

☆

مدارس دینیہ عربیہ نے بے شمار مصنفین پیدا کیے۔آج دنیا کے کتب خانوں میں بلکہ یورپ و امریکہ کے کتب خانوں میں بھی انہی مدارس دینیہ کے فضلاء کی مختلف زبانوں میں لاکھوں کتابیں موجود ہیں، ڈاکٹر اقبال نے لندن میں جب یہ کتابیں دیکھیں تو فرمایا ان کو دیکھ کر میرا دل پارہ پارہ ہو رہا ہے کہ یہ کتابیں تو کسی اسلامی حکومت کے کتب خانوں میں ہونی چاہئیں تھیں......روشن خیالوں نے اتنا ضرور کیا کہ رسم الخط بدل کر بینا مسلمانوں کو نابینا کر دیا۔اب ترکی میں لوگ عربی، فارسی سے واقف نہیں کیوں کہ ترکی کا فارسی رسم الخط تھا۔

☆

دینی مدارس کے فضلاء نے چودہ سو برس تک اسلامی حکومتوں میں تعلیم، سیاست، عدلیہ، مقننہ، انتظامیہ میں کارہائے نمایاں انجام دیے ہیں۔اس وقت یہ انگریزی مدارس و جامعات نہ تھے......بعض مسائل میں انگریزی عدالتوں نے علماء سے رجوع کیا۔بہاول پور کی ایک عدالت نے وراثت کے ایک لاینحل مسئلہ مولانا احمد رضا خاں کی خدمت میں پیش کیا جو انہوں نے حل فرمایا اور ایک طویل جواب عنایت فرمایا۔

☆

خانقاہوں نے اسلامی تاریخ میں بڑا اہم کردار ادا کیا ہے، شاہان اسلام کسی نہ کسی خانقاہ نشیں سے منسلک رہے۔گیارہویں صدی کے خانقاہ نشیں شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی نے برصغیر کی کایا پلٹ کر رکھ دی، جن کی تاریخ پر نظر ہے وہ اس حقیقت سے واقف ہیں۔ڈاکٹر اقبال ان بزرگ سے اتنے متاثر تھے کہ برصغیر میں مسلمانوں کی سیاسی ابتری دیکھ کر پکار اٹھے

تو میری رات کو مہتاب سے محروم نہ رکھ
ترے پیمانے میں ہے ماہ تمام اے ساقی

شیخ احمد سرہندی ہی نے اقبال کے فکر کی تعمیر کی اور دو قومی نظریہ کی طرف متوجہ کیا، اسی تصور نے قائد اعظم کو متاثر کیا اور تحریک پاکستان کا

آغاز ہوا جس میں علماء و مشائخ نے اہم کردار ادا کیا۔ پاکستان کی تاریخ میں علماء مشائخ کا خون جگر شامل ہے، پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری نے قائداعظم کی رہنمائی کی، ان کے ساتھ ساتھ رہے۔ خانقاہوں نے دماغوں اور دلوں کی تربیت کی۔

پاکستان کا مطالبہ اسلام کے حوالے سے کیا گیا، کانگریس کا کہنا تھا، ''پہلے ہندوستان''، قائداعظم نے فرمایا، ''پہلے اسلام''......اسلام دوقومی نظریہ کی بنیاد ہے۔ اب ایک نیا نعرہ دیا گیا ہے''پہلے پاکستان''......لیکن پاکستان کی تعمیر وتشکیل ''پہلے اسلام'' کی بنیاد پر ہوئی اس کو فراموش نہ کرنا چاہیے۔

چونکہ پاکستان اسلام کے نام پر بنا ہے اس لیے مدارس دینیہ عربیہ کا قومی خزانے پر پورا پورا حق ہے مگر اس خزانے سے ان کو کچھ نہ ملا، سب کچھ زکوٰۃ وصدقات اور خیرات سے کیا گیا اور ایک مثال قائم کی گئی۔ زکوٰۃ بھی حکومت کے تصرف میں آ گئی، اس سے بھی محروم کر دیا گیا۔ پاکستان کی تاریخ بہت سے المیوں پر مشتمل ہے۔ اپنے پیروں پر کھڑے ہونے والے بھی اچھے نہیں لگتے۔ اس سے بڑا المیہ اور کیا ہوگا!

☆

جو حضرات مدارس دینیہ کے نصاب پر اعتراض کرتے ہیں انہوں نے اس نصاب کو سرے سے دیکھا ہی نہیں۔ اگر پڑھتے تو اعتراض نہ کرتے۔ یہ نصاب حقائق پر مبنی ہے اس لیے کبھی دقیانوسی نہیں ہوتا۔ یہ اس کا دیا ہوا ہے جس نے چاند وسورج اور زمین وآسمان پیدا کیے۔ چاند وسورج زمین وآسمان دقیانوسی نہیں تو وہ علوم بھی دقیانوسی نہیں ہو سکتے جس کو چاند وسورج بنانے والے نے عطا فرمایا ہے۔ سائنس کے بہت سے حقائق آج دقیانوس ہو چکے ہیں اور ممکن ہے جو موجود ہیں وہ آئندہ دقیانوس ہو جائیں کیوں کہ یہ اپنی صداقت میں تجربوں کے محتاج ہیں۔ علوم دینیہ کسی تجربے کے محتاج نہیں، یہ بہت بڑا فرق ہے جس کا ادراک ہونا چاہیے۔ اگر قدیم عربی نصاب میں تبدیلی کی ضرورت ہے تو جدید نصاب میں بھی تبدیلی کی ضرورت ہے کہ اس کو پڑھ کر نہ مسلمان بنتا ہے نہ پاکستانی، دولت کی ہوس لیے نکلتا ہے۔

نصاب کا مقصود یہ ہونا چاہیے کہ اس کو پڑھ کر

☆......سچا مسلمان ہو

☆......پکا پاکستانی ہو

☆......مفید شہری ہو

اہل سنت وجماعت کے مدارس سے نکلنے والے طلبہ ان خوبیوں سے مزین ہیں......آج تک ان پر دہشت گردی کا کوئی الزام نہیں، مجرم ہونا تو دور کی بات ہے۔

☆

جب مدارس عربیہ دینیہ پر کنٹرول کی بات ہوتی ہے تو چوں کہ پاکستان اسلام کے حوالے سے بنا ہے اس لیے یہ مطالبہ تو علماء کا ہونا چاہیے تھا کہ سارے مدارس وجامعات کا کنٹرول ہم کو دیا جائے مگر یہاں معاملہ برعکس ہے، کہا جاتا ہے، یہ اس لیے کہا جا رہا ہے تاکہ طلبہ کو اعلیٰ تعلیم دلوائی جائے۔ سوال یہ ہے ۵۵ سال سے اس کی ضرورت پیش نہ آئی بلکہ گزشتہ حکومت نے درس نظامی کے فارغین کو ایم۔اے کا درجہ دے کر بہت سے طلبہ کو اعلیٰ تعلیم یافتہ طلبہ کی فہرست میں شامل کیا اب معاملہ برعکس ہے دوسری بات یہ کہ اعلیٰ تعلیم کس کے لیے......زندگی بنانے کے لیے......

بہت اچھی بات ہے مگر بے شمار اعلیٰ تعلیم یافتہ بے روزگار ہیں، ملک چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ علماء اور مدارس دینیہ کے طلبہ ملک چھوڑ کر نہیں جا رہے، مساجد، مدرسے ان کے منتظر ہیں، مسجدوں کے لیے امام نہیں ملتے، مدرسوں کے لیے مدرسین نہیں ملتے، مفتی نہیں ملتے، ہر فارغ ہونے والے طالب علم کی اسامی پہلے سے موجود ہے...... ایسی حالت میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرنا کس طرح سودمند ہوگا۔

فی الحقیقت اگر مدارس عربیہ نہ ہوتے تو مسجدوں کے لیے امام نہ ملتے، مدرسوں کے لیے مدرس و مفتی نہ ملتے، میت کو غسل دینے کے لیے غسال نہیں ملتے، میت کی نماز پڑھانے کے لیے امام نہیں ملتے...... اگر نظر بینا سے دیکھا جائے تو دین کی ساری رونقیں علماء دین کے دم سے ہیں۔ پاکستان کی نظریاتی سرحد کی حفاظت حقیقت میں انہوں نے کی ہے۔ حریت و حمیت کا درس انہوں نے دیا ہے، جس کو اقبال نے کہا ؎

غیرت ہے بڑی چیز جہان تگ و دو میں
پہناتی ہے درویش کو تاج سرِ دارا

فقیر کی دعا ہے اللہ تعالیٰ اس کنونشن کو کامیاب فرمائے اور جن اغراض و مقاصد کے لیے یہ کنونشن منعقد کیا گیا ہے اور جو تجاویز ارباب حکومت کے سامنے آئی ہیں اس پر غور و خوص کر کے کوئی قابل عمل اور مفید راہ نکالیں۔ آمین۔

والسلام

(پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد)

۲۱/رجب المرجب ۱۴۲۶ھ
۲۷/اگست ۲۰۰۵ء